# گرامی نامے

● 'ایوانِ اردو' کا اکتوبر ماہ کا شمارہ اس ملک کے دو عظیم رہنماؤں سرسید احمد خاں اور مہاتما گاندھی جی کی تصاویر والے نہایت خوبصورت جاذب نظر سرورق سے آراستہ و پیراستہ ظہور پذیر ہوا ہے۔ اس بار بہ عنوان 'اپنی بات' (اداریے) کے تحت ملک کی آزادی میں پیش پیش رہنے والے ان رہنماؤں کو مناسب خراجِ عقیدت پیش کیا گیا ہے۔ مہاتما گاندھی جی کی 'صفائی' والی مہم پر عمل آوری بڑی خوبی کی بات ہے۔

شموئل احمد کے افسانے 'لمبا لیٹ' میں والد فرمان علی نے بادشاہ بابر سے منسلک ایک تاریخی قصے کی مانند اپنے علیل قریبِ مرگ فرزند قربان علی کی صحتیابی کی خاطر اپنی زندگی اسے عطا کر کے اسے بھی گویا زندگی بخش دی تھی۔ وہ بھی ہمایوں کی ہی طرح سے سرِ دست شفایاب ہو گیا تھا۔ صفحہ ۴۹ پر فانی انسانی حیات پر مبنی مشہور محولہ شعر ''موت سے کس کو رستگاری ہے...'' کے خالق کا نام نواب مرزا شوق لکھنوی بھی درج کرنا درکار تھا۔ شعرا کے ناموں کا حوالہ دینے سے ان کے تئیں مطلوبہ عقیدت کا اظہار ہوتا ہے۔

محترمہ مسرور جہاں کے افسانے 'گوریا ئیں کہاں چلی گئیں' کی ہیروئن پرندوں، بالخصوص گوریاؤں سے والہانہ انس و محبت کرتی ہے، جو کہ عوام الناس کے لیے بھی لائق تقلید جذبہ ہے۔ گوریاؤں کی حسّاس فطرت سے بھی ہمیں بخوبی آگہی کروائی گئی ہے۔ انسان کے ڈنڈے کی دہشت سے وہ تمام گوریا ئیں گھر میں پھر واپس نہیں آتی ہیں۔ فی زمانہ کھیتوں میں زہریلی کھادوں اور دواؤں وغیرہ کے اثرات کے بہ موجب چڑیا جیسے خوبصورت پرندے بہت ہی کم نظر آیا کرتے ہیں۔ اس حقیقت کو بھی افسانے میں نشان زد کیا جاتا تو اچھا تھا۔

اشتیاق سعید کے افسانے 'ہل جوتا' میں آج کل دیہاتوں، بالخصوص 'ہل جوتوں' (کسانوں) کی ہل چھوڑ کر ٹریکٹر وغیرہ جدید مشینی وسائل اپنانے اور ان کو ذریعۂ کاروبار تک بنانے کے بہ موجب ہونے والی از حد ترقی کی خط کشی قابلِ دید و داد ہے۔ دورِ عصر میں دلت طبقے کے لوگوں میں جو جدید آگہی نمودار ہو رہی ہے، اس کے ساتھ ہی قدیم ذہنیت والے امیر طبقے کے افراد کے تئیں ان میں اگر پاداش کا فطری جذبہ ہویدا ہونے لگے، تو اس میں قطعی عذر یا مضائقہ نہیں ہے۔ یہ افسانہ مواد و فن دونوں پیمانوں پر کھرا اترتا ہے۔

کرشن بھاؤک، پٹیالہ (پنجاب) موبائل: 9988455210

● 'ایوانِ اردو' کا تازہ شمارہ دیکھا اور مطالعہ کیا۔ یہ شمارہ بھی آپ کی بہترین کاوشوں کا عکاس ہے۔ حصّۂ مضامین اچھا لگا۔ افسانوی حصّہ بھی معیاری ہے اور شعری نگارشات بھی عمدہ ہیں۔ تبصرے بھی ایوانِ اردو کے مزاج کے ہیں۔ خطوط کا کالم اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اس کے قارئین کا حلقہ وسیع ہے۔ اکادمی کی سرگرمیاں کیا ہیں یہ 'ایوانِ اردو' اس سے اپنے قارئین کو آگاہ بھی کرتا ہے اور معلومات میں اضافہ بھی!

فردوس گیاوی، عارف نگر، گیا (بہار)، موبائل: 9546037777

● 'ایوانِ اردو' کی ادارت جس نے بھی سنبھالی، جو بھی اکادمی کا نگراں ہوا سب نے اسی منفرد رسالے کی مخصوص حیثیت و خصوصیات کو باقی رکھتے ہوئے اس کے معیار میں مزید اضافہ ہی کیا ہے۔ کسی نے بھی اس کے وقار و شان کو مجروح نہیں ہونے دیا۔ اردو کا عام قاری ہو یا ادیب و شاعر اس رسالے کو پڑھے بغیر کسی کو تشفّی نہیں ہوئی۔ بحیثیت شاعر میرا یہ تجربہ ہے کہ جب بھی میری وجدانی کیفیت متاثر ہوتی ہے، جب بھی میں تعطّل کا شکار ہوتا ہوں تو میں ''ایوانِ اردو' کے پرانے شماروں کے شعری حصّے کو ضرور پڑھتا ہوں۔ اس عمل سے میری طبیعت دوبارہ رواں ہو جاتی ہے۔

''ایوانِ اردو' کا شعری حصّہ بطور خاص موجودہ دور کے تقاضوں کو پورا کرنے والا، تازگی اور نئی آگہی سے پُر شعور و وجدان کو صیقل کرنے والا بھی ہوتا ہے۔

ستمبر کے اداریے میں تخلیق و تحقیق کے حوالے سے آپ نے بہت کارآمد باتیں کی ہیں۔ شہرت کی ہوس رکھنے والے نئے لکھنے والوں کو بطور خاص آپ نے جلد بازی کے نقصانات سے آگاہ کرتے ہوئے بہت اچھے مشوروں سے نوازا ہے۔ ان کی اس روش سے اردو کی جاذبیت اور محبوبیت کتنی متاثر ہوتی ہے اس طرف آپ نے توجہ دلائی ہے۔ آج جو بے روح تخلیقات ادب کے نام پر وجود میں آرہی ہیں ان کے اسباب کی طرف آپ نے مؤثر طریقے سے اہل اردو کی توجہ مبذول کی ہے۔ ''ایوانِ اردو' کے شعبۂ ادارت کو بہت بہت مبارکباد!

امتیاز دانش ندوی (جھریا)، موبائل: 9006428849

● 'ایوان اردو' سے دہلی کی ادبی سرگرمیوں کے بارے میں پوری معلومات حاصل ہو جاتی ہیں، اردو کے لیے اردو کی ترویج و ارتقا کے لیے ''ایوانِ اردو' کی کوشش قابل قدر ہے۔ اللہ ربّ العزت ''ایوانِ اردو' کو مستحکم اور مضبوط بنائے رکھیں آمین۔ تمام مضامین، افسانے اور غزلیں پسند آئیں۔ دفتر کے سبھی اراکین کی خدمت میں سلام عرض ہے۔

ریحانہ عاطف، خیرآباد، ضلع سیتاپور (یوپی)

● ''ایوانِ اردو' دہلی ایک باوقار عمدہ رسالہ ہے۔ ستمبر ۲۰۱۸ء کا شمارہ پیش نظر ہے۔ ہم جیسے عمر رسیدہ لوگوں کے لیے بھی اور آج کی نئی پود کے لیے بھی۔ افسانہ 'ٹکٹ چیکر' پڑھ کر مجھے بڑی مسرت ہوئی۔ یہ افسانہ محمد جمیل اختر کا ہے، جو بین الاقوامی معیار کا ہے۔ میری بہت بہت مبارکباد۔ ویسے تو سبھی مقالے، افسانے اور شاعری معیاری ہیں، مگر عبدالحئی انصاری کی غزل منفرد لہجہ لیے ہوئے ہے۔

پرانی قدروں کو بچے نہیں سنبھال سکے

ہمارے وقت کا وہ رکھ رکھاؤ ہے ہی نہیں

سرورق بھی دیدہ زیب ہے۔ میری غزل میں ایک جگہ 'چاند' کی جگہ 'چان' چھپ گیا ہے۔ کمپوزنگ میں یہ غلطی ہوئی ہے۔ تھوڑا اس غلطی سے مزہ کرکرا ہوکر رہ گیا۔ تصحیح شائع کردیں۔

حسن منصور، نیو عظیم آباد، پٹنہ (بہار)، موبائل: 9308890199

● ستمبر ۲۰۱۸ء کے ''ایوانِ اردو'' میں روبینہ ساگر روبی کا افسانہ ''بدل گئے موسم تیری جدائی میں'' نظر نواز ہوا۔ اس موضوع پر اب تک بہت سے افسانے لکھے گئے ہیں، لیکن محترمہ روبی نے اپنے منفرد اسلوب سے اس بیجان موضوع میں جان پھونک دی ہے، جس کے لیے وہ مبارکباد کی مستحق ہیں۔ غالباً وہی افسانہ کامیاب ہوتا ہے جو اپنے قاری کو شروع سے آخر تک باندھے رکھے اور ایک ہی نشست میں وہ پڑھنے کے لیے مجبور ہوجائے اور افسانہ ہٰذا میں یہ تاثیر ملتی ہے۔ علاوہ ازیں محمد جمیل اختر کا ''ٹکٹ چیکر'' اور ڈاکٹر قمر اعجاز کا ''پہچان'' اپنا تاثر چھوڑتے ہیں۔ غزلیات کا انتخاب بھی خوب سے خوب تر ہے۔ گوشۂ مشتاق احمد یوسفی سے یوسفی کی شخصیت اور فن کے کئی گوشے منصۂ شہود پر آکر جلوہ افروز ہوئے جو قابل ستائش ہیں اور ادارہ ''ایوانِ اردو'' کی پارکھی نظروں کا طفیل بھی..... ڈاکٹر زیبا محمود اور منظر کمال کا ''تنقیدی جائزہ'' قارئین کو بہت کچھ سکھا جاتا ہے۔

ندیم راعی، گل شہید، مرادآباد (یوپی)، موبائل: 8188937127

● 'ایوانِ اردو' گوشہ مشتاق احمد یوسفی پڑھا بہت پسند آیا۔ 'ایوان اردو' دن بہ دن مقبولیت حاصل کررہا ہے اور اس کا معیار بھی بڑھتا ہی جارہا ہے یہ سب آپ لوگوں کی محبت کا ہی نتیجہ ہے۔ ویسے تو مشتاق احمد یوسفی پر بہت سے رسائل نے گوشے شائع کیے ہیں، لیکن 'ایوانِ اردو' کا معیار بہت خوب ہے۔ آپ کے اداریے کا تو جواب ہی نہیں کتنی بیباکی سے آپ نے لکھا ہے اور بہت ہی نصیحت آموز بھی ہے۔ اردو زبان سے متعلق سبھی باتیں بہت معلوماتی ہیں۔ اردو زبان دنیا کے ہر ایک ملک ہر ایک قوم میں پھیل چکی ہے اور ترقی کرتی جارہی ہے۔ اس شمارے میں سبھی مضامین، افسانے، غزلیں اور خطوط بہت پسند آئے۔ یوسفی صاحب پر مضمون میں رضا علی عابدی کا مضمون ''یوسفی صاحب کے ساتھ گزارے ہوئے وقت''، مختار ٹونکی، ڈاکٹر اسد رضا اور اطہر حسین بہت پسند آئے۔ افسانوں میں محمد جمیل اختر کا ''ٹکٹ چیکر'' بہت پسند آیا۔ اس افسانے میں انھوں نے بابو کے کردار کو بہت اچھے ڈھنگ سے پیش کیا ہے جس طرح اسے بار بار ٹرین کی آوازوں کی یاد آتی اور ایسی بہت ساری چیزیں وہ رٹائرمنٹ کے بعد کرنے لگا تھا۔ ڈاکٹر غزالہ قمر اعجاز کا افسانہ 'پہچان' منفرد ہے۔ انھوں نے اس افسانے میں سماج میں جو لوگ ہندو مسلم اور سبھی Religions میں Difference کررہے ہیں اور ابھی بھی سائنس کی بڑھتی ترقی کے دور میں Superstitions کو بڑھاوا دے رہے ہیں، ان جیسے لوگوں کے لیے یہ افسانہ بہت سبق آموز ہے۔ غزلوں میں ڈاکٹر مسعود جعفری، حافظ کرناٹکی، پروفیسر حنیف کیفی اچھے لگے۔ تبصرے بھی خوب ہیں۔

استوتی اگروال، سرونج، مدھیہ پردیش، موبائل: 9575089694

● ستمبر کا شمارہ ملا۔ یہ دیکھ کر حیرت آمیز خوشی ہوئی کہ ایوان اردو جیسے کریڈیبل اور فکری سمت و رفتار کا تعین کرنے والے رسالے میں آپ نے مشتاق احمد یوسفی پر ایک گوشہ مخصوص کیا ہوا ہے اور گوشے میں سات ایسے قلمکاروں کے مضامین شامل ہیں جن کو اردو دنیا میں اعتبار کا درجہ حاصل ہے۔ آپ نے اپنے اداریے میں شہرت طلب محققین کی بجا سرزنش کرنے کے ساتھ ہی مشتاق احمد یوسفی کا بھی ذکر کیا ہے۔ آپ نے لکھا کہ ''ایوان اردو'' ان کی ظریفانہ اعلیٰ خدمات کو خراج عقیدت کے طور پر گوشہ مشتاق احمد یوسفی پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہے۔ اس طرح کے جملے پڑھنے کے بعد ایسا محسوس ہوا کہ یوسفی کے ظریفانہ حملوں سے آپ بہت پہلے ہی گھائل ہوچکے تھے۔ یہ بات کتنی لطف انگیز ہے کہ آپ گھائل بھی ہوئے تو یوسفی کی بنا دھار والی تلوار سے۔ اس کا ایک مطلب تو یہ بھی ہے کہ آپ کے حس مزاح کا کٹورا نیرنگیاں لیے ہوئے ہے اور آپ پہلے سے ہی زخم کھانے پر آمادہ تھے۔ کئی لوگ تو ایسے ہیں کہ وہ یوسفی کے ایسے حملوں کو بھی خاطر میں نہیں لاتے جہاں انھوں نے اپنی دو دھاری تلوار کے جوہر دکھائے ہیں۔ ایسے بدمذاق ناقدین اور قارئین کی کمی نہیں ہے جو اپنی ذہنی عیاشی کے لیے نام نہاد مسخروں کو تو سر آنکھوں پر بٹھاتے ہیں، لیکن یوسفی اور ان کے فن کو دوسرے درجے کے ادب کا نام دے کر بزعم خود ادب کے قلعے کو مضبوط کرنے کا ''کارنامہ'' انجام دیتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ ایوان اردو جیسے معتبر رسالے میں یوسفی کے فکر و فن پر مشتمل گوشے کی اشاعت کے بعد ان مزعومہ ناقدین کے تنقید کی دھار کند ہی نہیں، ختم بھی ہوجائے گی اور اس پر کبھی سان نہیں چڑھ پائے گی۔ حالانکہ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کی استاد محترمہ ڈاکٹر بی بی رضا خاتون نے ''اردو طنز و مزاح کا یوسف لاثانی۔ مشتاق احمد یوسفی'' کے نام سے ایک مستقل تحقیقی و تنقیدی کتاب لکھ کر یوسفی کے علمی و ادبی مقام و مرتبہ کے تعین کی ۲۰۱۶ء ہی میں کوشش کی تھی۔ اس کتاب پر ان کو پہلے کرناٹک اور بعد میں اتر پردیش اردو اکادمی نے اعزاز سے نوازکر ان کی اس کوشش کو سراہا بھی تھا۔

جس مزاح کی داد دینی پڑے گی آپ کی اور رضا علی عابدی، مختار ٹونکی، ڈاکٹر مظہر احمد، ڈاکٹر اسد رضا، معصوم مرادآبادی، شہاب ظفر اعظمی، اطہر حسین صاحبان جیسے بزرگ اور جواں سال نقادوں کی کہ یوسفی کو انٹلیکچولس کی میز سے نکال کر ہم جیسے عام قارئین میں بھی مقبول بنانے کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ بہت بہت شکریہ۔

شاہد حبیب فلاحی، لکھنؤ (یوپی)، موبائل: 8539054888

● زیرِنظر شمارے کے اداریہ 'اپنی بات' میں آپ نے اپنی بات کا آغاز شاعری کوفنونِ لطیفہ کہتے ہوئے کیا ہے جو برحق ہے اوراس میں کوئی دورائے نہیں کہ صنفِ شاعری میں غزل کو ملکۂ فکر وفن کا مرتبہ حاصل ہے بالخصوص ایسی غزلیں جوموسیقی ریز اور ترنم خیز بحروں میں ڈھلی ہوئی ہوں۔ وہ غزلیں صرف دلوں میں ہی نہیں روح وجاں کی وادیوں میں اُتر کراپنا ایک دلکش چہرہ بنالیتی ہیں جس کے اعتراف میں امیر خسرو، میرتقی میرؔ، مومنؔ، غالبؔ، جگراور اصغروغیرہم کی کلاسیکی غزلیں کتابوں اور ریکارڈز آڈیو کی صورت میں آج بھی موجود ہیں۔ میں آپ کی اس بات کومزید تقویت دیتے ہوئے کہوں گا کہ ایسی غزلیں سننااور پڑھنا دونوں میدانوں میں صرف کہنہ مشقوں کو ہی نہیں بلکہ مبتدیوں کو بھی اپنی جانب راغب کرتی ہیں اورنئ نسلوں کو کچھ سیکھنے کا موقع فراہم کرتی ہیں۔ بے شک میں آپ کی بات سے متفق ہوں کہ اساتذہ کے بغیر کوئی شاعر مکمل شاعر نہیں بن پاتا۔ وہ فارغ الاصلاح ہوکرہی مقبول عام کی منزل تک پہنچ سکتا ہے۔

اردو اکادمی، دہلی کی سرگرمیاں مبارک ہوں کہ وہ اپنے طے کردہ پروگرام کے مطابق جاری ہیں۔

مضامین کے حصّے میں پروفیسر علی احمد فاطمی کا مضمون بے حد پسند آیا۔ موصوف نے یہ بھی صحیح لکھا ہے کہ بقول محبوب گورکھپوری، نظیر نے برسات کی بہاریں، ریچھ کا بچّہ جیسی نظمیں کہی نہ ہوتیں تو حالی کی برکھا رُت، چپ کی داد، مناجات بیوہ جیسی نظمیں وجود میں نہ آئی ہوتیں۔ نظام صدیقی کا مضمون بھی معلوماتی ہے اور دریچوں کی ٹھنڈی ہوا سا لگا۔ ڈاکٹر عمیر منظر نے عظیم الشان صدیقی کے افسانوی ادب کی تحقیقی تحریروں پر روشنی ڈالتے ہوئے بڑی وسیع النظری کا ثبوت دیا ہے۔ یہ بات بھی سچ ہے کہ ان کا غور وفکر افسانوی ادب کے موضوع پر مسلط تھا۔ موصوف نے قرۃ العین کی تخلیقات کا بہترین تنقیدی جائزہ لیا ہے۔

علیم صبا نویدی، چنئی، موبائل: 9840361399

● 'ایوانِ اردو' ماہ اگست ۲۰۱۸ کا نظر نواز ہوا۔ اس پرچے کا ہر صفحہ اردو کے تابناک مستقبل کا برملا اعلان کرتا ہے۔ ''گوشۂ مشتاق احمد یوسفی'' شائع کرکے آپ نے بہت اچھا کام کیا۔ گوشہ واقعی بہت اہمیت کا حامل ہے۔ ان کا قلم ایک مدت تک یاد رکھا جائے گا۔ تمام مضامین بہت خوب، قابل مطالعہ اور معلوماتی ہیں خاص طور پر ڈاکٹر زیبا محمود کا مضمون اور منظر کمال کا اردو تنقید کا ابتدائی دور منظر پس منظر مطالعہ میں اضافہ ہے۔ ۱۴ غزلیں 'ایوان اردو' کے اوراق پر بکھری ہوئی ہیں۔ تقریباً سب ہی غزلیں اچھی ہیں۔ کتابوں پر تبصرے، خبرنامہ اور گرامی نامے اہمیت کے حامل رہتے ہیں۔

'ایوانِ اردو' کی ٹیم کو سلام جو عرق ریزی کے ساتھ 'ایوانِ اردو' کو سنوارنے اور سجانے میں مصروف رہتے ہیں۔

خواجہ منیر الدین منیرؔ، ناندیڑ، مہاراشٹر، موبائل: 9096802243

● ماہ جولائی کا 'ایوانِ اردو' باصرہ نواز ہوا۔ دل کی آنکھوں سے جب ہم حقیقی مسائل کا ادراک کریں تو 'اپنی بات' اداریہ کی کہی باتیں صاف اور واضح طور پر نظر آتی ہیں۔ شاعری سے متعلق سبق آموز نکات سمجھائے گئے ہیں۔ بقول تابش مہدی:

ہمارے عہد کے دانشوروں کو کیا معلوم
صلیبِ نیم شب کیا ہے، اس کا کرب ہے کیا

سچ تو یہی ہے کہ شاعری صرف نشتر زنی کا نام نہیں بلکہ دردمندانہ مرہم کا بھی کام ہے اور یہ پختگی اسی وقت ممکن ہے جب شاعر اپنے فکروفن کو انسان اور خدا اور کائنات کے ازلی رشتہ در د محبت سے ہم آہنگ رکھے۔ Shelly نے شاعری کو جذبات کی مصوری کا نام یونہی نہیں دیا۔ 'اپنی بات' قابل مطالعہ ہوتا ہے۔

مضامین کی فہرست میں 'عظیم الشان صدیقی کی شانِ انفرادیت' پر برصغیر کے شاعر اور ادیب ڈاکٹر تابش مہدی نے شخصیت نگاری میں عقل سلیم کا سہارا لے کر آپ بیتی اور اپنی رفاقت کو بڑی حسن وخوبی سے صفحۂ قرطاس پر سجایا ہے۔ قابل قدر تحریر ہے۔ معلومات میں اضافہ ہوا۔ جہاں آج کے نیم ادبی یا ادبی، انتشار کے گھپ اندھیرے کا گماں ہوتا ہے۔ خودنمائی، خودستائی اپنی شہرت کی دھن میں سازندے کو ہی برا بھلا کہنے میں خود کی جگ ہنسائی کرنے میں تلے ہیں پھر تو ''ہم ہی ہم'' ہیں مجھ پر ہی مضامین لکھتے جائیں۔ ایسا لگتا ہے کہ تابش مہدی زندگی میں سچی رفاقت کو ترجیح دیتے ہیں اور من کی گپھاؤں میں بیٹھ کر ان حقائق کو سچ کی ڈھال بناتے ہیں۔ موصوف نے شانِ انفرادیت پر نئے تخلیقی اور فکری زاویے بھی روشن کردیے۔

افسانے کی دنیا میں خوبصورت افسانہ لائق مطالعہ ''بہتی گنگا'' گلزار جاوید راول پنڈی (پاکستان) کا نئے اسلوب میں معیاری افسانہ نظر آیا۔

افسانے کا اختتامیہ بھی لاجواب ہے۔ مقصدیت میں عنوان چسپاں ہے۔ مبارکباد دیتا ہوں۔ بچوں کی شاعری اور اسمٰعیل میرٹھی کی شعری جہات، پروفیسر علی احمد فاطمی کا چشم کشا مضمون ہے۔ تمام قلمکاروں کو مبارک باد۔

ایم۔ رحمٰن، دہلی، موبائل: 9899934038

● ماہ ستمبر ۲۰۱۸ دہلی کے ''ایوانِ اردو'' میں میری غزل شائع ہوئی ہے، جس کے لیے شکرگزار ہوں۔ اطلاعاً عرض ہے کہ کمپوزنگ کی غلطی سے غزل کا پہلا ہی مصرع غلط شائع ہوگیا ہے:

اک حقیقت ہے اور مجرم سارے

جب کہ اصل یوں ہے:

اک حقیقت ہے اور بھرم سارے

براہ کرم آئندہ اشاعت میں تصحیح شائع فرمادیں۔

حنیف کیفی، ذاکر باغ، اوکھلا، نئی دہلی، موبائل: 9717011742